السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر '' الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! '' کہنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر کوئی آدمی اپنے تخیل میں اپنے گھر بیٹھا یا رسول اللہ کہہ لے اور عقیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کا نہ ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ الفاظ کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ البتہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل سے منقول ہے کہ جب وہ سفر سے واپس آتے تو یوں کہتے:

(السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! السلام علیک یا ابا بکر! السلام علیک یا ابتاہ! (موطا الامام مالک کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (397 ''

پھر فوراً واپس چلے آتے اور عام حالات میں بلا سفر ان کا یہ معمول نہ تھا۔ جبکہ جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین ہر حالت میں اس پر عامل نہیں تھے۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود وسلام الفاظ مسنونہ سے بھیجنا مطلقاً مسنون ہے خواہ کوئی قریب سے پڑھے یا دور سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہر حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور بدعی الفاظ سے اجر وثواب کی توقع عبث ہے:

کل بدعة ضلالة ''صحہ ابن حبان والالبانی وحمزة وبشار عواد وشعیب الارنوؤط احمد (٣/310) وغیرہ''

اور تخیلی حالت میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا سلف صالحین سے ثابت نہیں ہوسکا۔ حالانکہ ان چیزوں کے وہ ہم سے زیادہ حقدار تھے از لیس فلیس البتہ طور حکایت جائز ہے۔ جس طرح کہ ہم دن رات کتب احادیث میں پڑھتے ہیں۔ تاہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکور فعل محض تعبدی تعمیل حالت پر محمول ہوگا۔ جس طرح کہ: «السلام علیک یا اہل القبور» میں ہے۔ اس سے سماع لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا: «انی لاعلم انک حجر» (صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف (3067) یہ محض بدون سماع حکم کی تعمیل ہے۔

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص262

محدث فتویٰ